

انتہائی شوق و حسرت کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔

۳۔ شرح : شعر کا صاف مطلب یہ ہے کہ غم و الم کی مقدار اتنی بڑھ گئی، جسے سنبھالنے کے لیے ایک دل کافی نہ تھا، بلکہ بہت سے دل ہونے چاہئیں تھے۔ ایسے موقع پر تشریح اعضا کے سوالات پیدا کرنا بالکل بے محل ہے۔ شاعر اپنا تاثر پیش کر رہا ہے اور اس کے لیے طریقہ ایسا اختیار کیا ہے جو بالکل طبعی اور فطری ہے۔ غموں کا تحمل دل کا کام ہے۔ شاعر کہتا ہے : میرے غموں کی فراوانی کا معاملہ حد سے بڑھ گیا ہے۔ اگر قضا و قدر نے غم کی اتنی بڑی مقدار میرے لیے مقدر کر دی تھی تو کاش مجھے دل بھی زیادہ دے دیے ہوتے تاکہ میں اس مقدار کو مختلف دلوں میں بانٹ دیتا اور ان کی برداشت ممکن ہو جاتی۔ یہ اسلوب ہماری زبان میں بالکل نیا ہے حق یہ ہے کہ اتنا بدیع اور دلآویز ہے، جس کا لطف بیانی نہیں، صرف وجدانی ہے۔ مرزا سے اسی طرح آنکھوں کے لیے بھی ایک جگہ ناکافی ہونے کا اظہار کیا ہے۔

ہے خون جگر جوش میں، دل کھول کے روتا

ہوتے جو کئی دبدہ خونناہ فشاں اور

۴۔ شرح : اے غالب ! اگر ہماری زندگی کچھ دن اور ساتھ دیتی اور

محبوب کی طلب میں بدستور ہر گرم رہتے تو وہ ضرور ہمارا کہنا مان لیتا۔

بظاہر اس شعر میں دو پہلو پیش کیے گئے ہیں اور دونوں متضاد ہیں۔ اول یہ کہ

عام زندگی محبوب کو راہ پر لانے کے لیے کافی ثابت نہ ہوئی۔ اس باب میں مزید

سعی و کوشش کی ضرورت تھی، جو کچھ مدد دے جینے ہی کی بنا پر کی جاسکتی تھی۔

دوم یہ کہ مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ محبوب ایسا نہیں کہ کہنا بالکل نہ مانے، البتہ

منت سماجت کے لیے وقت زیادہ صرف کرنا پڑتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ شاعر نے معاملہ امید و بیم کے درمیان معلق رکھا ہے۔ اس

کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محبوب کی روش ایسی نہیں، جو بالکل مایوسی پیدا کر

دے، اگرچہ ہماری زندگی میں وہ ہم پر مہربان نہ ہوا۔